VFAST Transactions on Islamic Research
https://vfast.org/journals/index.php/VTIR@ 2024, ISSN(e): 2309-6519, ISSN(p): 2411-6327
Volume 12, Number 1 , January-June 2024 pp: 18-31

The Position of Javed Ahmed Ghamidi and Islamic Scholars on Nikkahand Child Marriage

نکاح اور کم عمری کی شادی کے بارے میں جاوید احمد غامدی اور علماء کا موقف

Dr. Shagufta Begum[1],Dr. Khadija Aziz[2]
[1]PhD, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar
[2]Associate Professor, Department of Islamic Studies, SBBWU, Peshawar.

ARTICLE INFO | **ABSTRACT**

Keywords
Nikkah, Wali, witness, adolescence, physical maturity, mental maturity, Javed Ghamidi, Islamic Ideological Council.

***Correspondence Author**
khadija.aziz@sbbwu.edu.pk

DOI: 1730.vfast-tir.v12i1/21015.10

Article History
Received:
15 January 2024
Accepted:
17 March 2024
Published:
31 March 2024

Nikkah is a Muslim matrimonial ceremony which adopts the form a legal contract between a couple. According to the provisions of the Islamic laws that govern the legalization of marriage, there are various pre-requisites of Nikkah that needs to be fulfilled before official legalization of marriage. Islamic jurists and scholars are of the view that the Nikkah ceremony can be executed at any age provided that wedding processing doesn't the place before the age of adolescence. The existing Islamic laws prevailed in Pakistan that govern the institution of marriage stipulate that the minimum age for marriage is 16 years. Though, several bills have been tabled in the parliament which has proposed the minimum age limit for marriage to 18 years. Additionally, the Islamic Ideological Council (ICC) has also endorsed the proposal of the parliamentary bill seeking the extension of minimum age limit to 18 years for marriage. Javed Ahmed Ghamidi, a renowned Islamic scholar hold distinct views about the minimum age limit for marriage. He opines that the minimum age limit for Nikkah should be 18 years. Besides, he further asserts that it is not essential for a bride to have a Wali (male guardian) to supervise a nikkah. On the other hand, great majority of the Islamic scholars believe that the presence of a Wali during legalization process of marriage is mandatory. Furthermore, proponents and jurists of Islamic jurisprudence believe that nikkah ceremony cannot be executed without the presence of a Wali and a Gawah (witness). Both bride and groom shall be accompanied by their respective witnesses. Ghamidi on the other hand refute such laws and expresses that neither the presence of a Wali nor a witness is necessary for execution of marriage ceremony. He also advocates that besides attainment of physical maturity, the attainment of mental maturity is also important for a girl to get married. He considers marriage of underage girls a cruelty and discrimination against girls. He proposes that the government of Pakistan should take serious measures to set the minimum age of marriage to 18 years. He also recommends that the wedding procession shall not take place before the attainment of adolescence. He advocates both the attainment of 18 years age and adolescence as pre-requisite for marriage besides the abolition of the condition of mandatory presence of a Wali and a witness for the execution of the marriage process.

مقدمة

اسلامی تعلیمات سے دوری ،موبائل اور سوشل میڈیا کے غلط استعمال اور ماں باپ کے بے توجیحی کی وجہ سے اکثر لڑکے لڑکیاں یا تو بھاگ کر شادی کر لیتے ہیں یا کورٹ میرج کا سہارا لے لیتے ہیں ۔اور وہی چپ کر کی گئی شادیوں کا انجام طلاق جیسے انجام تک پہنچ جاتا ہے۔اسلام نے نکاح کے لئے کچھ شرائط اور قوانین رکھے ہیں لیکن ہمارے اکثر علماء کرام اور اسلامک سکالرز ان شرائط میں سے کچھ شرائط کو ضروری نہیں سمجھتے اور

The Creative Commons Attribution 4.0 International license

نکاح جیسے مقدس رشتے میں ان شرائط کے نہ ہونے کی وجہ سے مسائل پیش ارہے ہیں۔جس کی وجہ سے مختلف قسم کے نئے نیے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ان مسائل کی روک تھام کے لئے درجہ زیل اقدامات ضروری ہے

۱ ۔گھروں میں اسلامی تعلیمات کا خاص خیال رکھا جاے۔

۲ ۔حکومت کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو تعلیمی اداروں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے الگ کلاسیز کا انتظام کریں۔

۳ ۔والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچیوں اور بچوں سے دوستانہ تعلق رکھے تاکہ بچے ڈر کی وجہ سے ان سے اپنے مسائل نہ چھپائے۔بچوں کے موبائل پراور گھر کے باہر اور گھر کے اندر معمولات پر نظر رکھے۔

۴ ۔علماء کرام اسلامی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچائے اور معاشرے میں اگر کہی پر غلط کام ہو رہے ہیں انکو ختم کرنے کے لئے آواز بلند کریں۔

۵ ۔علماء کرام اور حکومت کے ادارےمعاشرے میں اگاہی مہم چلائے کہ اگر کہی پر کم عمری کی شادیاں ہو رہی ہیں تو ان عورتوں کو صحت کی بنیادی سہولیات میسر کی جائے۔

نکاح کے لغوی معنی:

مصباح اللغات میں نکاح کی معنی کچھ یوں بیان ہوئی ہیں'' نکح،نکاحا و نکاحا''،عورت سےشادی کرنا ''نکحت المراتہ''عورت کا شادی کرنا [1]

زمانہ جاہلیت میں رائج اقسام نکاح:

1.0 زواج البعولتہ:عرب میں یہ نکاح بہت عام تھا مرد نکاح میں زیادہ عورتوں کو جمع کرتا تھا۔عورت کو عام مال ومتاع سمجھا جاتا تھا

2.0 زواج البدل:اس نکاح میں عورتوں کے علم کے بغیر دو مرد اپنی اپنی بیویوں کو تبدیل کرتے تھے نہ کوئی ایجاب و قبول ہوتا تھا اور نہ ہی حق مہر ہوتا ۔

3.0 ۔نکاح متعہ:اس نکاح میں وقت مقررہ کے لئے مرد و عورت ایک خاص مہر پر نکاح کرتے اور جب وقت مقررہ ختم ہوجاتا نکاھ خود بخود ختم ہوجاتا اس میں طلاق کی ضرورت نہیں پڑتی تھی ۔یہ نکاح چند تبدیلیوں کے ساتھ سورہ النسا کی آیت ۲۴ اسلام کی تائید کے ساتھ جاری رہا لیکن بعد میں فرقوں کے اختلاف کا شکار ہوگیا۔

4.0 نکاح الخدن:نکاح کا یہ طریقہ آج بھی مغربی ممالک میں رائج ہے۔اس نکاح میں مرد کسی عورت کو گھر میں بغیر نکاح ،خطبہ ومہر کے رکھ لیتا تھا باہمی رضامندی سے اور جب چاہتا ختم کرلیتا ،اس میں طلاق کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔اس تعلق کے تحت اگر اولاد کی پیدائش ہوجاتی تو وہ عورت کی طرف منسوب ہوتی تھی۔

5.0 نکاح الضغینہ:جنگ کے بعد فاتح کے لئے مفتوح کی عورتیں جو قیدی بن کر آتی بغیر نکاح،خطبہ اور مہر کے ملکیت بن جاتی وہ اسے فروخت کرنے اور اس سے مباشرت کرنے کا حق رکھتا ۔

6.0 کاح شغار:نکاح شغار سے مراد وٹے سٹے کی شادی ہے،اس میں ایک مرد اپنی زیر سرپرستی لڑکی کو اس شرط کے تحت کسی مرد کے نکاح میں دیتا کہ وہ مرد اپنی بہن کو اس پہلے شخص سے بیاہ دے اس شادی میں مہر مقرر نہیں ہوتا تھا

7.0 نکاح الاستبضاع:اس نکاح میں ایک شوہر اپنی بیوی کوکسے دوسرے خوبصورت مرد کو کچھ عرصہ کے لئے اس غرض سے دیتا تھا کہ وہ اس کی بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرلے اور اس کا بچہ خوبصورت پیدا ہوجاے۔اور خود اس عورت سے الگ رہتا تھا

8.0 نکاح الربط:اس نکاح میں ایک عورت کے ساتھ دس ادمی اکھٹے ہوکر مباشرت کرتے جب بچہ پیدا ہوجاتا تو عورت سب مردوں کو بلوا لیتی اور جس سے چاہتی بچے کا نسب جوڑ دیتی اور مرد کو اس سے انکار کی اجازت نہ ہوتی۔

9.0 نکاح البغایا:اس سے مراد یہ ہے کہ فاحشہ عورتوں سے دس سے زیادہ مرد تعلق رکھتے اور جب بچہ پیدا ہوجاتا تو عورت کو اختیار نہیں ہوتا تھا کہ وہ کیسے ایک مرد سے ان کو جوڑ دے بلکہ یہ اختیار مرد کے پاس ہوتا۔ [2]

موجودہ اسلامی تصور:

اسلام نے موجودہ رائج الوقت نکاح اور نکاح متعہ کے علاوہ نکاح کے تمام اقسام کو منسوخ کردیا ہے۔موجودہ دور میں تین اقسام ہے نکاح کے جو درجہ ذیل ہے۔

10.0 عمومی نکاح۔نکاح کی یہ قسم مسلمانوں کی تمام فرقوں میں اس وقت رائج ہے۔

11.0 نکاح متعہ:اس نکاح کو اہل تشیع حلال سمجھتے ہے

12.0 نکاح مسیار:نکاح کی اس صورت میں مرد و عورت کچھ حقوق سے دستبردار ہوجاتے ہیں ۔ایک معاہدے کے طور پر

،اس نکاح کو'' اہل سنت'' درست سمجھتے ہیں جبکہ ''اہل تشیع'' اس کو درست نہیں سمجھتے۔ [3]

قرآن میں نکاح کا حکم:

قرآن مجید میں نکاح کا حکم کچھ ان الفاظ میں اہا ہے۔

''وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ وَاللّٰهُ وٰسِعٌ عَلِيۡمٌ وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ''[4]

''اور تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صلاحیت رکھتے ہوں ان کے نکاح کردو۔ اگر وہ غریب ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے گا اور اللہ بڑی وسعت اور بڑے علم والا ہے اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں انہیں چاہئے کہ عفت اختیار کریں۔ یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے۔''

حدیث شریف میں نکاح کا حکم:

نکاح کے بارے میں مختلف احدیث مبارکہ میں مسلمانوں کو نکاح کی تاکید کی گئی ہیں

'' عن عائشہؓ ان رسول اللہ ﷺ :ایما امراءۃ نکحت بغیر اذن ولیھا،فان دخل بھا فلھا المھر بما استحل من فرجھا فان اشتجروافالسطان ولی من لا ولی لہ ''

''ام المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے،اس کا نکاح باطل ہے، ۔اگر اس نے اس سے دخول کرلیا ہے تو اس کی شرمگاہ حلال کرلینے کے عوض اس کے لئے مہر ہے اور اگر اولیاء میں جھگڑا ہوجائے تو جس کا کوئی ولی نا ہو اس کا ولی حاکم ہوگا۔''[5]

''حدثنا معقل بن یسار انھا نزلت فیہ قال زوجت اختا لی من رجل فطلقھا حتی اذا انقضت عدتھا جاء یختبھا فقلت لہ زوجتک وفرشتک واکرمتک فتلقتھا ثمہ جئت تحطبھا لا واللّٰہ لا تعود الیک ابدا وکان رجلا لا بأس بہ وکانت المرأۃ تررید أن ترجع الیہ فانزل اللّٰہ ھذہ الایۃ فلا تعضلوھن فقلت الا ن أفعل یا رسول اللّٰہ قال فزوجھا ایاہ''[6]

''سیدنا معقل بن یسارؓ سے روایت ہے،انہوں نے کہا آیت ”عورتوں کو (نکاح کرنے سے) مت روکو“ میرے متعلق نازل ہوئی۔ ہوایوں کہ میں نے اپنی بہن کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا۔اس نے اسے طلاق سے دی۔توجب اس کی عدت ختم ہو گئی تو وہی شخص میری بہن سے دوبارہ نکاح کرنے کا پیغام لے کر آیا۔ میں نے اسے کہا کہ میں تیرے ساتھ (اپنی بہن کا) نکاح کر دیا، اسے تیری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی لیکن تم نے اسے طلاق دے دی، اب پھر تم اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو، اللہ کی قسم! اب ایسا ہر گز نہیں ہوگا، میں تمہیں وہ کسی صورت میں نہیں دوں گا۔ وہ شخص کوئی برا آدمی نہ تھا اور عورت کی بھی خواہش تھی کہ وہ اس کے پاس چلی جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''تم عورتوں کو (نکاح کرنے سے) مت روکو'' میں نے کہا اللہ کے رسول! میں ابھی اس پر عمل درآمد کرتا ہوں، چنانچہ اس نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اس سے کر دیا''۔

شرائط نکاح اور جاوید احمد غامدی کا موقف:

جاوید احمد غامدی کے نزدیک نکاح کے لئے مختلف شرائط ہیں

۱۔ان میں پہلی شرط مال نکاح یعنی مہر ہے۔قران میں اس کے لئے صدقہ اور اجر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔نکح اور خطبہ کی طرح مہر کا یہ طریقہ ایک قدیم سنت ہے جو بعثت محمدﷺ سے پہلے بھی عرب میں رائج تھا۔اس کا زکر بائبل میں کچھ ان الفاظ میں ایا ہے [7]

''اور سکم نے اس لڑکی کے باپ اور بھائیوں سے کہا کہ مجھ پر بس تمہارے کرم کی نظر ہوجائے پھر جو کچھ تم مجھ سے کہوگے میں دونگا۔ میں تمہارے کہنے کے مطابق جتنا مہر اور جہیز تم مجھ سے طلب کرو دونگا لیکن لڑکی کو مجھ سے بیاہ دو'' [8]

''حق مہر کے بارے میں بائبل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہوئی ہو پھسلا کر اس سے مباشرت کرے تو وہ ضرور ہی اسے مہر دے کر اس سے بیاہ کرے لیکن اگر اس کا باپ ہر گز راضی نہ ہو کہ اس لڑکی کو اُسے دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے موافق اسے نقدی دے'' [9]

۲۔دوسری شرط پاکدامن ہونے کی ہے۔ کوئی زانی مرد عفیفہ عورت سے اور کوئی زانی عورت عفیف مرد سے نکاح کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ [10]

قران میں ارشاد ہوا ہے

’’اَلزَّانِیۡ لَا یَنۡکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوۡ مُشۡرِکَۃً ۫ وَّ الزَّانِیَۃُ لَا یَنۡکِحُہَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِکٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ‘‘ [11]

’’یہ زانی نکاح نہ کرنے پائے مگر زانیہ اور مشرکہ کے ساتھ اور اس زانیہ کے ساتھ نکاح نہ کرے مگر کوئی زانی یا مشرک۔ ایمان والوں پر یہ بہر حال حرام ٹھہرایا گیا ہے‘‘

3۔تیسری شرط ایجاب و قبول ہے اصلا یہ حق مرد و عورت کا ہے اور اس نکاح کی حرمت کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ والدین اور سرپرستوں کی باہمی رضامندی سے ہو اگر والدین یا سرپرست راضی نہیں ہے تو اس کی کوئی معقول وجہ ہونی چاہئے ۔ [12]

نکاح کے لئے ولی کی اجازت اور جاوید احمد غامدی کا موقف :

’’جاوید احمد غامدی ‘‘کہتے ہیں کہ سنن ابی داود میں جو حدیث مزکور ہے کہ ’’نبی ﷺ ‘‘نے فرمایا کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ۔اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ولی کے بغیر کیا گیا نکاح اور اس کے نتیجے میں جو کچھ ہوا ہے اس کو بالکل باطل ٹہرایا جائے ۔ [13]

جامعتہ العلوم الاسلامیہ کا فتوی:

اگر لڑکا لڑکی بالغ اور عاقل ہو اور وہ والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کر لے تو ایسا نکاح شرعا منعقد ہوجاتا ہے ۔اگر لڑکا اور لڑکی نے غیر کفو میں نکاح کیا تو والدین عدالت سے رجوع کرکے نکاح فسخ کرسکتے ہیں لیکن اگر نکاح کفو مین ہوا ہے تو پھر والدین نکاح فسخ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔لیکن والدین کی رضامندی کے بغیر نکاح کرنا اخلاقا و شرعا ناپسندیدہ عمل ہے۔بچے جب بلوغت کی عمر کو پہنچ جاے تو انکا نکاح کرنا کسی اچھی جگہ والدین کا فرض ہے ۔ [14]

اگرچہ اسلام لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کو جائز نہیں سمجھتا لیکن ولی کی اجازت کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ولی کی اجاز کے بغیر اگر نکاح کرنے کو اچھا سمجھا جاے اور اس کو پزیرائی ملے تو معاشرے میں کورٹ میرج اور لڑکیوں کے گھر سے بھاگ کر شادیون کا روجھان زیادہ ہوجائے گا.حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوا ہے ۔

’’عن سهل بن سعد، كنا عند النبي ﷺ : جلوسا فجاءته امراة تعرض نفسها عليه، فلم يردها، فقال رجل من اصحابه۔ زوجنيها يا رسول الله ﷺ قال۔عندك من شيء؟ قالالنبیﷺ ما عندي من شيءقال ولا خاتم من حديد؟ قال: ولا خاتم من حديد،ولكن اشق بردتي هذه فاعطيها النصف، وآخذ النصف۔قال النبیﷺ : لا، هل معك من القرآن شيء؟ قال: نعم، قال النبیﷺ : اذهب فقد زوجتكها بما معك من القرآن۔‘‘[15]

’’سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک خاتون آئی اور اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ‘کے لیے پیش کیا، نبی کریمﷺ نے انہیں دیکھا اور کوئی جواب نہیں دیا پھر آپ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے عرض کیا:یا رسول اللہ‘ﷺ‘‘ان کا نکاح مجھ سے کرا دے، نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا ؛ تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا : کہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں ،لیکن میں اپنی یہ چادر پھاڑ کے آدھی انہیں دے دوں گا اور آدھی

خود رکھ لو نگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، تمہارے پاس کچھ قرآن بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں، نبی کریم ﷺ،نے فرمایا کہ پھر جاؤ میں نے تمہارا نکاح ان سے اس قرآن مجید کی وجہ سے کیا جو تمہارے ساتھ ہے۔''

نکاح کے لئے گواہوں کی تعداد کے بارے میں جاوید احمد غامدی کا موقف:

جاوید احمد غامدی، کہتے ہیں کہ نکاح کے لئے گواہوں کی تعداد مقرر نہیں ہے یہ ایک اعلانیہ ایجاب و قبول ہے بندے گننے سے کچھ نہیں ہوتا ۔تعداد دو کا ہونا ہمارے جیورس نے اس وجہ سے مقرر کی ہے کہ خدانخواستہ شادی کے بعد اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی جھگڑا ہوجاے تو وہ درمیان میں گواہ بنے۔ [16]

دارالافتاء دارالعلوم دیو بند کا موقف :

نکاح کے وقت مرد و عورت کی طرف سے دو عاقل و بالغ مسلمان مرد یا دو مسلمان عاقل و بالغ عورتیں اور ایک مرد وکیل کے طور پر مقرر کر کے ان کے سامنے ایجاب و قبول کریں۔ [17]

جاوید احمد غامدی ایک طرف کہتے ہیں کہ نکاح اعلانیہ ہونا چاہئے، چپکے سے کیا گیا نکاح جائز نہیں ،اور دوسری طرف گواہوں کی تعداد کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں۔اعلانیہ نکاح سے مراد کیا ہے کہ کوئی بھی لڑکا لڑکی والدین یا ولی کی اجازت اور گواہوں کی غیر موجودگی میں نکاح کر لینگے اور رہنا صرف لوگوں کے سامنے میاں بیوی کی حثیت سے ہونگے تو وہ درست ہوگا ۔

عورت سے نکاح کے لئے اجازت لینااور جاوید احمد غامدی کا موقف:

عورت سے اجازت لینے کے بارے میں جاوید احمد غامدی کا یہ موقف ہے کہ نکاح جس لڑکی کا ہو اس سے اجاز لینا ضروری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عورت سے اجازت نہ لی گئی تو عورت کی بغاوت کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے اور اس بغاوت کے نتیجے میں دو خاندانوں کے درمیان اختلافات و جھگڑے کے اسباب پیدا ہوسکتے ہیں ،عورت کے اجاز ت کے بغیر اگر کوئی فیصلہ کیا گیا ۔تو وہ رد کر دیا جاے گا۔ اس موقف کے لئے حضور ﷺ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہے ۔کہ [18]

''عن ابی هريرة عن النبی قال: لا تنكح البكر حتى تستاذن ولا الثيب حتى تستامر فقيل يا رسول اللہ كيف ازنها؟ قال اذا سكتت۔''[19]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لے لی جائے اور کسی بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے ،جب تک اس کا حکم نہ معلوم کرلیا جائے۔ پوچھا گیا یا رسول اس کی اجازت کی کیا صورت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی اجازت ہے۔''

کم عمری کی شادی اور جاوید احمد غامدی، کا موقف:

جاوید احمد غامدی کم عمری کی شادی کے بارے میں کہتے ہے کہ کم عمری کی شادی بچیوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ان کی صحت ان کے بچوں کی صحت کا خطرہ ہے۔صرف بالغ ہونا ضروری نہیں ہے یہ بھی دیکھا جائے کہ ان پر بڑی ذمہ داریاں ہونگی ایا وہ ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی استطاعت رکھتی ہے، آیا وہ خاندان اور بچوں کی پرورش کا بوجھ اٹھا پائے گی۔ پاکستان میں اس وقت عمر ۱۶ سال ہے حکومت کو چاہئے کی کم سے کم عمر ۱۸ سال رکھ دے ۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے حکمران دینی تعلیم کی فقدان کی وجہ سے خوف ذدہ رہتے ہیں اور جو دینی تعلیمات کا علم رکھتے ہیں وہ اج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے کے معاشرے میں رہتے ہیں ،ان کو یہ اندازہ نہیں ہے کہ کیا تبدیلی اگئی ہے تمدن میں کیا تغیر اگیاہےقران و سنت نے واضح ہدایات دی ہیں اب ہم پر اور حکومت پر لازم ہے کہ ہم قانون سازی کریں۔ اگر معاشرے میں ایسے کوئی حق تلفی یا خرابی کا اندیشہ ہو یا کوئی مسائل ہو ،تو اس کے لئے قانون سازی کی جائے ،کہ وہ مسائل حل ہو جائے،کم عمری کی شادی بچیوں پر ظلم ہے اور اب وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ پاکستانی معاشرے کے مطابق اس پر مکمل قانون سازی کی جائے اور کم عمر بچیوں کو تحفظ دیا جائے۔ [20]

ڈاکٹر مفتی محمد عرفان عالم قاسمی' لکھتے ہے کہ برطانیہ میں ۱۳ سالہ لڑکا اور ۱۱ سالہ لڑکی نےکم عمری میں بچے کو جنم دیا وہاں پر یہ خبر انٹرنیٹ پر پھیل گئی ان دونوں کم سن ما ں باپ کو تمام حقوق دے دئے گئے اگر یہی وقعہ پاکستان میں پیش اتا، تو نام نہاد لبرلز اور ''این جی اوز ''والے جو اسلامی شریعیت پر ہر وقت حملہ اور ہوتے ہیں۔او رعورتوں کے حقوق کے بہانے پاکستانیوں کے عائلی قوانین پر پے درپے حملے کر رہے ہیں۔حالانکہ اس ملک کے ہر شہری پر جمہوری قانون کی پابندی ضروری ہے،مسلمانوں کی ایک خاص مذہبی تہذیب ہے، اس تہذیب و تمدن میں وہ ساری باتیں شامل ہیں ،جو نسل در نسل وراثت میں مذہب کے واسطے وراثت میں آئی ہیں۔ان میں خاندانی حقوق ،ترکہ ،وراثت،نکاح،خلع وطلاق کے معاملات شامل ہیں۔ان سب کے باوجود مسلمان شہریوں کو'' پرسنل لاء'' کے معاملات میں کسی اور لاء، پر چلنے کے لئے مجبور کرنا دعوت ارتداد ہے۔اور ان سب سازشوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان حلال کو چھوڑ کر حرام کی طرف چلے جائے، جب حلال پر قانونی پابندی گا دی جائے تو ظاہری بات ہے ہارمونز حارم کی طرف جائنگے اور کم عمری میں ہی حرام کاریوں کے واقعات میں اضافہ ہوگا۔ [21]

علامہ ابتسام، کم عمری کی شادی کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب اسلامی نظریاتی کونسل، نے کم عمری کی شادی کو جائز قرار دیا تو سندھ اسمبلی میں اس فیصلے کی خلاف قرار داد پاس ہوئی کہ کم عمری میں جن والدین نے بچے وبچی کی شادی کرادی تو والدین کو تین سال کی سزا ہوگی۔ اس کے بعد ۲۲مئی کو اسلامی نظریاتی کونسل نے کم عمری کی شادی کو درست قرار دیتے ہوئے رخصتی کیے لئےعمر بلوغت ضروری قرار دے دی۔

کم عمری کی شادیوں کو انسانی حقوق کے خلاف ورزی سمجھنے والوں میں سب سے اگے '' این جی اوز'' والے ہیں۔بہت سے یورپین ممالک میں کم عمری کی شادیوں کو قانونی تحفظ حاصل ہے۔وکی پیڈیا کے معلومات کے مطابق سکاٹ لینڈ، یونان، اسٹریلیاں، کروشیاں،بلغاریہ اور چیک ریپبلیک جیسے ممالک میں لڑکی کی عمر شادی کے وقت ۱۶ سال ہونا ضروری ہے جبکہ ایستونیا جارجیا، ڈنمارک،اور لیتھونیاں میں شادی کے لئے کم سے کم عمر ۱۵ سال ہے۔بولیویا اور پاراگائے (جنوبی امریکہ) میں شادی کے لئے مقررہ عمر کم از کم ۱۴ سال ہے۔''ڈیری منٹ ایمبیڈیمنٹ (کیھتولک چرچ کے قانونی دستاویز)'' جو'' ویٹیکن ''سے شائع ہوئی اس کے مطابق لڑکے کی عمر ۱۶ سال جبکہ لڑکی کی عمر ۱۴ سال درست ہوگی۔اگر یورپین ممالک کم عمری کی شادی کو تسلیم کر سکتے ہے تو مسلمان معاشروں کو بھی اس پر نظرثانی کرنی چاہئے۔اگر ہم طبی لحاظ سے اس کا جائزہ لے تو بلوغت کے ساتھ ہی

اکثر لڑکیوں کو ''مینوپاز ''یعنی ایام کی بندش کا مسلہ لاحق ہوجاتا ہے شادی میں تاخیر بلوغت کے بعد چھ فیصد لڑکیاں اسکا شکار ہوسکتی ہیں۔لیکن اگر شادی کا موقع نہ ملے تو قرآن کہتا ہے کہ [22]

'' ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللّٰہ من فضلہ''[23]

''اور انہیں پاک دامن رہنا چاہئے جو اس وقت تک نکاح کا موقع نہ پائیں جب تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی نہیں کردیتا''

اس آیت میں ان لوگوں کو حکم ہوا ہے جو معاشی طور پر مستحکم نہ ہو،کہ وہ اپنے آپ کو پاکدامن رکھے ۔نفس پر قابو پانے کا نبی کریم ،ﷺ نے اسان طریقہ بتایا ہے جو کہ روزہ ہے۔[24]

ڈاکٹر شہزاد اقبال شام لکھتے ہیں کہ یورپین ممالک میں شادی کے لئے کم سے کم عمر ۱۸ سال ہے بلوغت پر لڑکا اور لڑکی آزاد ہوجاتے ہیں وہ اپنی مرضی سے شادی کر سکتے ہے۔نہ تو ان کو پھر والدین کی رضا مندی کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی معاشرے یا ریاست کی۔ کم عمری کی شادی کے مخالف ''این جی اوز'' والوں کا کہنا ہے کہ شادی کے لئے کم سے کم عمر ۱۸ سال ہونا چاہئے۔یہ لوگ نہ تو والدین کی غربت کو دیکھتے ہے اور نہ ہی معاشرے میں زنا جیسے جرائم کے پھلاو کو ۔ان کا کام صرف یہی ہوتا ہے کہ جہاں کم عمری کی شادی کو دیکھے وہاں بڑی گاڑیوں میں سماجی کارکن کے نام پر عورتیں پہنچ کر واوہلا کرلیتی ہے لڑکا اور لڑکی سے قریبی ریشتہ داروں سے انٹرویو کرکے والدین کو دھمکا کر چلے جاتے ہے، کہ سزا تم لوگوں کو ملی گی۔اگر کم سنی کی شادیوں پر واویلا کرنے والے اداروں اور ''این جی اوز '' کے کارکنان پر جو خرچہ ہو رہا ہے وہ ان کم سنی کے شادی کرنے والوں کو دیا جائے ،تو چائلد لیبر بہت سے مزدور غلاموں کے قرضے اتر جائنگے۔ان لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ کم سنی کی شادی کے حوالے سے بچے بچیوں کے ذہنوں میں نبی کریم ﷺ کی ذات و صفات کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کئے جاے۔،یہ لوگ مال دولت تو کما رہے ہے لیکن کچھ علما ہمارے نادانستگی میں وہی کر رہے ہے۔ [25]

مسلمانوں کا سماجی مسئلہ کم سنی کی شادی نہیں بلکہ شادی میں تاخیر ہے۔مسلمانوں میں کم عمری کی شادیاں بہت کم ہے۔ اگر چہ اسلام نے کم عمری میں نکاح کی ترغیب نہیں دی، مگر اس سے منع بھی نہیں کیا۔بعض حالات میں جب لڑکا لڑکی بالغ ہوجائے تو جلد سے جلد ان کا نکاح کردینا چاہئے کہ وہ زنا جیسے گناہ سے بچ سکے۔علامہ ابن نجیم مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''شدت اشتیاق کے وقت نکاح کرنا واجب ہے۔'' معاشرے میں آج کل بے راہ روی کی سب سے بڑی وجہ نکاح وقت پر نہ کرنا ہے۔مرد و عورت کے رشتہ نکاح کی صورت اسلام نے نکاح کی صورت میں تجویز کیا ہے۔قرآن مجید صرف زنا ،سے منع نہیں کرتا ،بلکہ زنا کے قریب جانے اور ان کے اسباب بننے والے اعمال سے بھی منع فرمایا ہے۔غیر محرم مرد و عورت کو اس وجہ سے تنہائی میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔ہمارے علماء کرام بھی یہی کہتے ہیں کہ شادی کے لئے اسلام نے کوئی عمر تو مقرر نہیں کی، لیکن بلوغت شادی کے لئے ایک شرط ہے۔حالانکہ شرعی طور پر یہ بات ثابت نہین ہے۔اور نہ ہی علماء و فقہاءقدیم سے کوئی اس کا قائل رہا ۔علماء و فقہاء کے نزدیک تو کم سن لڑکی کا نکاح اور اس کی رخصتی ولی بچی کی مرضی کے بغیر اپنی مرضی سے کرسکتا ہے اور یہ اسلام میں جائز ہے۔ [26]

علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ''اس بات پر علماء کرام کا اجماع ہے کہ والد کے لئے یہ جائز ہے ،کہ وہ اپنی چھوٹی بچی سے مشورہ کیے بغیر اس کی شادی کرا دے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ،سے چھ یا سات برس کی عمر میں نکاح کیا اور یہ نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ، عنہا کے والد نے کیا تھا'' اس اجماع پر کوئی اختلاف موجود نہیں ہے۔ [27]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ ،اللہ کہتے ہیں’’کہ لڑکی کی اجازت کے بغیر کوئی بھی لڑکی کی شادی نہیں کر سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا ہے، اور اگرلڑکی رشتے کو ناپسند کرے تو اسے نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا۔ لیکن چھوٹی عمر کی کنواری بچی کی شادی اس کا والد کریگا، اور اس (بچی) کو اجازت کا حق نہیں‘‘[28]

مشہور اسلامی دارالعلوم دیوبند سے جاری ہونے والے فتویٰ میں کہا گیاہے کہ’نابالغوں کا نکاح جو ولی کریں صحیح ہے، نابالغوں کو سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ اولیاء کا سمجھنا اور اجازت دینا کافی ہے، عمر کی کچھ تحدید لازمی نہیں ہے۔‘‘[29]

’’رخصتی اور ہمبستری کے لئے بھی بلوغت کی کوئی شرط ثابت نہیں بلکہ خلافِ قرآن ہے۔ سورۃ نساء کی جو آیت نکاح کے لئے بلوغت کی شرط کے طور پر پیش کی جاتی ہے، اس میں ہرگز کسی شرط کا بیان نہیں بلکہ صرف عرف کی بات کی گئی ہے کہ عام طور پر جو شادی کی عمر سمجھی جاتی ہے، اس آیت میں کہیں یہ نہیں کہ اگر اس سے چھوٹی عمر میں شادی ہو جائے تو ہمبستری نہیں ہو سکتی یا وہ شادی مانی نہیں جائے گی بلکہ الٹا اس کے خلاف قرآن سے ثابت ہے۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ سورۃ نساء کی اس آیت’’ ۶‘‘ سے متقدمین مفسرین نے کہیں نکاح اور شادی کے لئے بلوغت کی شرط اخذ نہیں کی بلکہ اس کے برخلاف ’’سورۃ طلاق ‘‘کی آیت ’’۴‘‘سے نابالغ اور چھوٹی بچی کی عدت ثابت کی ہے‘‘

عام مسلمان تو ایک طرف ہمارے ہاں تو بڑے بڑے علماء اب یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے شادی کے لئے کوئی عمر تو مقرر نہیں کی، لیکن شادی کے لئے بلوغت شرط ہے ،حالانکہ شرعی طور یہ بات بالکل ثابت نہیں ،بلکہ علماء و فقہاء قدیم میں سے اس کا کوئی قائل نہیں رہا کہ شادی کے لئے بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔ علماء و فقہاء کے نزدیک تو چھوٹی بچی کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح اور رخصتی اس کے ولی کی مرضی سے جائز اور درست ہے۔ ’’علامہ ابن عبدالبر‘‘ کہتے ہیں: "علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ والد کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی چھوٹی بچی سے مشورہ کیے بغیر اس کی شادی کر دے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ یا سات برس کی عمر میں نکاح ان کے والد حضرت ابوبکرکے مرجی سے کیا تھا۔[30]

کثیر علماء نےاس اجماع کو ہمیشہ بیان کیا ہے اور کبھی کسی سےکسی دور میں اس کی مخالفت ثابت نہیں ہیں۔ ’’ اس اجماع کو امام احمد (المسائل: 129/3)، امام مروزی (اختلاف العلماء: ص125)، علامہ ابن المنذر (الاجماع: ص91)، امام بغوی (شرح السنۃ: 37/9)، امام نووی (شرح صحیح مسلم: 206/9) اور حافظ ابن حجر عسقلانی (فتح الباری: 27/12) ‘‘ جید اور مستند آئمہ محدثین نے نقل کر رکھا ہے۔شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:’’ عورت کی اجازت کے بغیر کوئی بھی عورت کی شادی نہیں کر سکتا، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، اور اگر وہ اسے ناپسند کرے تو اسے نکاح پر مجبور نہیں کر سکتا، لیکن چھوٹی عمر کی کنواری بچی کو، اس کی شادی اس کا والد کریگا، اور اس (بچی) کو اجازت کا حق نہیں‘‘۔ [31]

مفسرین نے قرآن مجید کی سورہ نساء کی ایت ۶ سے نکاح اور شادی کے لئے بلوغت کی شرط اخذ نہیں کی ،بلکہ اس کے مقابل سورہ طلاق کی ایت ۴ سے نابالغ اور چھوٹی بچی کی عدت ثابت کی ہے۔ایت درجہ ذیل ہے۔

’’واللائیی یئسن من المحیض من نساءکم ان ارتبتم فعدتھن ثلثۃ الشھر واللائی لم یحضن‘‘[32]

’’اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ان کے معاملہ میں اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہے تو (تمہیں معلوم ہو کہ) ان کی عدت تین مہینے ہے اور یہی حکم اُن کا ہے جنہیں ابھی حیض نہ آیا ہو۔‘‘

قتادہ لکھتے ہے کہ’’ الم یحصن‘‘ (وہ جنہیں ابھی حیض نہ ایا ہو)سے مراد وہ دوشیزائیں (باکرہ)ہے جو ابھی حیض کو نہیں پہنچی ہو۔ [33]

امام طحاوی نے اس ایت سے مراد وہی بچیاں لی ہے جو ابھی حیض تک نہ پہنچی ہو، [34]

امام طبری لکھتے ہیں اس ایت سے مراد وہ بچیاں ہیں جوچھوٹی عمر کی وجہ سے ابھی حیض تک نہ پہنچی ہو،اور ان کو طلاق ہوئی ہو ہم بستری کی وجہ سے ۔ [35]

مشہور محدث امام بخاری اپنی مجموعہ حدیث کی کتاب صحیح بخاری کے باب نکاح میں لکھتے ہیں ''انکاح الرجل ولدہ الصغار'' باب اپنی کا بالغ بچی کا نکاح کر سکتا ہےاور اس کے بعد سورہ طلاق کی ایت ''لقولہ تعالی:واللائی لم یحضن۔فجعل عدتھا ثلاثۃ اشھر قبل البلوغ'' کہ ''اللہ نے عورت کی بلوغ سے پہلے اس کی عدت تین ماہ مقرر کی ہے''[36]

امام زمخشری ،کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ بچیاں ہے جن کو حیض نہ ایا ہو۔یعنہ وہ عمر میں چھوٹی ہے [37]

امام ابو الحسن واحدی،محدث و مفسرامام بغوی،مفسرامام قرطبی۔امام الکلام ابو البرکات نسفی،مفسرامام خازن،مفسر امام ابو حیان الاندلسی،مشہور مفسر و محدث امام ابن کثیر بھی اس سے مراد نابالغ بچیاں یعنی جو حیض تک نہ پہنچی ہو مراد لیتے ہے۔ علمائے دور قدیم کے ساتھ ساتھ علمائے دور جدید بھی اس ایت سے مراد ان بچیوں کی عدت لے رہے ہیں ،جو حیض تک نہ پہنچی ہو۔ان میں مشہور سلفی عالم شیخ عبدالرحمن ناصر السعدی، مکتبہ فکر بریلوی حکیم الا مت احمد یار خان نعیمی، مکتبہ فکر دیوبندی مفتی محمد شفیع،ابو الاعلی مودودی،امین حسن اصلاحی شامل ہیں

پی ٹی ائی دور حکومت میں کم سن بچیوں کی شادی کے خلاف قومی اسمبلی میں بل پیش کیا گیا،اسمبلی میں''۵۰ ''اراکین اسمبلی نے حمایت جبکہ ''۷۲ ''اراکین اسمبلی نے مخالفت کی ۔اس بل کے مخالفت مذہبی امور کے وزیر نور الحق قادری اور علی محمد خان وزیر مملکت برائے پارلیمان نے کی اور اس کو اسلامی قانون کے خلاف قرار دیا گیا۔جبکہ وفاقی وزیر برائے انسانی حقوق شیرین مزاری نے بل کی بھر پور حمائت کی،اور کہا ''کہ لڑکیوں کی کم عمری میں شادی کرنے والوں کو ایک لاکھ جرمانہ اور تین سال قید کی سزا ملنی چاہئے''۔پیپلزپارٹی کی رہنما شیریں مزاری نے یہ بل پیش کیا اور کہا ''کہ کم عمر میں بچیوں کی شادی ایک سنگین مسئلہ ہےکم عمری کی شادی کی وجہ سے پاکستان میں ہر بیس منٹ میں ایک خاتون مر جاتی ہے بچے کی پیدائش میں،''فواد چودھری وفاقی وزیر برائے سائنس پی ٹی ائی نے کہا ''کہ سب سے پہلے قانون سازی کم عمری کی شادی کے خلاف قائد اعظم محمد علی جناح نے کی تھی۔جب تک پاکستان میں یہ مسلہ حل نہ ہوجاے کہ شعور نے راج کرنا ہے یا ملا نے تو پاکستان ترقی نہیں کرسکتا''

یہ اواز پہلے بھی معتدل حلقوں کی طرف سے اٹھائی جا چکی ہے کہ عقد ثانی یا پہلے عقدکے شوقین کسی عمر رسیدہ کنواری خاتون، بیوہ یا مطلقہ سے شادی کیوں نہیں کرتے۔ اگرجلد شادی سے بے راہ روی ختم کرنا مقصود ہے تو یہ شادیاں بچوں کی نہیں بلکہ بالغ اور درمیانی عمر کے لوگوں کی کروائی جائیں جو کسی بھی وجہ سے شادی کے بندھن سے محروم ہیں۔ رہی بات بچوں کی تو آج کے دور میں اچھی خوراک اور جسمانی طور پر قوت مدافعت زیادہ ہونے پر بچیاں جلد بالغ ہوجاتی ہیں، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کےتولیدی اعضاء بھی اس قدر مضبوط ہوگیے ہیں کہ اگے آنے والی نسلوں کا بوجھ اٹھا سکیں۔ بچوں کی پیدائش، ناقص غذا اور گھریلو کام کی زیادتی کی وجہ سے یہ جسمانی امراض جیسے ''فیسٹولا''، بچہ دانی کے کینسر، ہڈیوں میں کیلشیم کی کمی کے ساتھ ساتھ ڈپریشن کا بھی شکار ہو جاتی ہیں۔ یہ بچیاں تعلیم کی کمی کی وجہ سے غربت کے باعث مانع حمل ادویات بھی استعمال سے آگاہ نہیں ہوتی اور ہر سال بچے کی پیدائش ان کو موت کے منہ میں لیے جاتی ہے،اس لیے اسلامی نظریاتی کونسل کو کم عمر بچیوں کی شادیوں سے نکل کر کچھ اس حوالے سے بھی سوچنا چاہیے کہ 16 سال سے کم عمر کی بچی کی شادی درحقیقت اس کے لیے نئی زندگی اور خوشیوں کا نہیں بلکے موت کا پروانہ

ہے۔ جب 16 سال سے کم عمر بچے کو بچہ اور نا سمجھ گردانتے ہوئے ان کا شناختی کارڈ نہیں بن سکتا، نہ ہی ان کا ڈرائیونگ لائیسنس بن سکتا ہے تو پھر بچہ پرشادی جیسی بڑی ذمہ داری کا بوجھ کیسے ڈالا جاسکتا ہے۔ [38]

اسلامی نظریاتی کونسل کے سربراہ مولانا شیرانی نے بیان دیا کہ کم عمری کی شادی کے بارے میں اسلام میں کوئی ممانعت نہیں ہے، پاکستان کی عائلی قوانین میں یہ تبدیلی کرنا کہ کم عمری کی شادی پر پابندی لگائی جاے قطعی اسلامی قوانین کے خلاف ہے۔''نکاح کے لئے اسلام میں کم سے کم عمر مقرر نہیں کی جاسکتی البتہ رخصتی کے لئے بلوغت کی شرط لازمی ہونا چاہئے،اور اسلامی نظریاتی کونسل اس قانون میں ترمیم کی سفارش کرتی ہے کہ جس کے تحت پاکستان میں شادی میں کے لئے کم سے کم عمر لڑکی کےلئے سولہ سال جبکہ لڑکے کے لئے اٹھارہ سال ہے۔''

حوالہ جات:

1. ۔مصباح اللغات،ابو الفضل مولانا عبد الحفیظ بلیاوی،مکتبہ عائشہ اردو بازار لاہور،مئی ۱۹۵۰ ،ص ۹۰۷
2. ۔اسلام میں خواتین کے حقوق۔ ڈاکٹر محمد ظاہر القادری۔ منہاج پبلی کیشنز لاہور۔ستمبر ۲۰۰۶،ص۱۷،۱۶
3. ۔ اسلام میں خواتین کے حقوق۔ ڈاکٹر محمد ظاہر القادری۔ منہاج پبلی کیشنز لاہور۔ستمبر ۲۰۰۶،ص۱۷
4. ۔ سورہ النور :۳۲۔۳۳
5. ۔ سنن ترمذی۔کتاب النکاح۔حدیث نمبر ۱۱۰۲
6. ۔صحیح بخاری۔کتاب النکاح۔۔باب من قال لا نکاح الا بولی۔حدیث نمبر ۵۱۳۰
7. ۔البیان۔جاوید احمد غامدی۔ج۱۔ص ۴۷۵
8. ۔ بائبل، کتاب پیدائش، باب 34، جز 12-13، بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور، 1983ء، ص35
9. ۔ بائبل، کتاب خروج، باب22، جز16-17، ص74
10. ۔ البیان۔جاوید احمد غامدی۔ج۱۔ص ۴۷۵
11. ۔۔ النور: 3
12. ۔ البیان۔جاوید احمد غامدی۔ج۱۔ص ۴۷۵
13. ۔ میزان، جاوید احمد غامدی، ص417
14. ۔۔جامعتہ العلوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف۔ کراچی۔
15. ۔صحیح بخاری۔کتاب النکاح۔حدیث نمبر ۵۱۳۳
16. ۔ انٹرویوں، دنیا نیوز لاہور، 4 اگست 2019
17. ۔ دارالافتاء دارلعلوم دیوبند الہند۔(انڈیا) سوال نمبر ۱۶۷۰۳۳
18. ۔ میزان، جاوید احمد غامدی، ص417

19. ۔ صحیح بخاری، کتاب الحیل، باب فی النکاح، حدیث نمبر 6968

20. ۔کم عمری کی شادی۔جاوید احمد غامدی ۔بی بی سی نیوز۔نومبر ۲۰۱۶ http://fb.watch.07GS

21. ۔کم عمری کی شادی:شرع اور طب کی روشنی میں۔ڈاکٹر مفتی محمد عرفان عالم قاسمی۔بصیرت انلائن۔دسمبر ۲۰۲۱

22. ۔دین سے دنیا تک۔علامہ ابتسام الہی۔روزنامہ دنیا۔ ۲۵ مئی ۲۰۱۴

23. ۔ النور:۳۳

24. ۔ دین سے دنیا تک۔علامہ ابتسام الہی۔روزنامہ دنیا۔مئی ۲۰۱۴

25. ۔صغر سنی کی شادی پر عدالتی فیصلے کا جائزہ۔ڈاکٹر شہزاد اقبال شام۔۔الشریعہ۔ ۔جلد ۳۳ شمارہ نمبر ۵۔مئی ۲۰۲۲

26. ۔ شرع اور طب کی روشنی میں۔دسمبر ۲۰۲۱ ڈاکٹر مفتی محمد عرفان عالم قاسمی۔ بصیرت انلائن

27. ۔ الاستذکار۔ ج،16۔ ص،49-50

28. ۔ مجموع الفتاویٰ، ج32 ص39

29. ۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج7 ص48، دارالاشاعت کراچی

30. ۔الاستذکار ، ج۔ ۱۶،ص۔۵۰،۴۹

31. ۔مجموعہ الفتاوی۔ج،۳۲۔ص،۳۹

32. ۔الطلاق :۴

33. ۔تفسیر در منثور مترجم۔ج۶۔ص۶۱۴۔ضیاء القران پبلیشر لاہور۔

34. ۔احکام القران للطحاوی۔ج۲۔ص۴۰۲۔ط،استنبول

35. ۔جامع البیان فی تفسیر القران۔امام طبری۔ج،۵

36. ۔صحیح بخاری ۔کتاب النکاح۔حدیث نمبر ۵۱۳۲

37. ۔الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۔زمخشری۔

38. ۔شادی کی عمر کم از کم ۱۸ برس مقرر۔محدث فورم

References

[1] Abdul Hafeez Belavi, Abu al-Fadl Maulana. Masbah al-Lughaat. Lahore: Aisha Library Urdu Bazaar; May 1950. p. 907.

[2] Al-Qadri MZ. Women's Rights in Islam. Lahore: Minhaj Publications; September 2006. p. .17-16

[3] Al-Qadri MZ. Women's Rights in Islam. Lahore: Minhaj Publications; September 2006. p. 17.

[4] The Holy Qur'an. Surah An-Nur: .33-32

[5] Sunan al-Tirmidhi. Book of Marriage, Hadith number 1102.

[6] Sahih al-Bukhari. Book of Marriage, Chapter: Whoever says there is no marriage except with a guardian, Hadith number 5130.

[7] Ghamdi JA. Al-Bayan. Vol. 1. Lahore: Aisha Library; p. 475.

[8] The Bible. Book of Genesis, Chapter 34, Vol. .12-13 Lahore: Bible Society; 1983. p. 35.

[9] The Bible. Book of Exodus, Chapter 22, Vol. .16-17 Lahore: Bible Society; 1983. p. 74.

[10] Ghamdi JA. Al-Bayan. Vol. 1. Lahore: Aisha Library; p. 475.

[11] The Holy Qur'an. Surah An-Nur: 3.

[12] Ghamdi JA. Meezan. Lahore: Aisha Library; p. 417.

[13] Jamia Darul Uloom Al-Muhammadia Karachi.

[14] Sahih al-Bukhari. Book of Marriage, Hadith number 5133.

[15] Ghamdi JA. Al-Bayan. Vol. 1. Lahore: Aisha Library; p. 475.

[16] Dunya News. Interviews. Lahore; August 4, 2019.

[17] Darul Uloom Deoband India. Darul Ifta: Question number 167033.

[18] Ghamdi JA. Meezan. Lahore: Aisha Library; p. 417.

[19] Sahih al-Bukhari. Book of Tricks, Chapter: In Marriage, Hadith number 6968.

[20] Qasmi MMA. Early Marriage: In the Light of Sharia and Medicine. Basirat Online; November 2016.

[21] Qasmi MMA. Early Marriage: In the Light of Sharia and Medicine. Basirat Online; December 2021.

[22] Zaheer IE. From Religion to World. Daily Dunya; May 25, 2014.

[23] The Holy Qur'an. Surah An-Nur: 33.

[24] Zaheer IE. From Religion to World. Daily Dunya; May 2014.

[25] Sham SI. Review of Judicial Decisions on Child Marriage. Al-Sharia. 2022 May;33(5).

[26] Qasmi MMA. In the Light of Sharia and Medicine. Basirat Online; December 2021.

[27] Ibn Abd al-Barr Y. Al-Istidhkar. Vol. 16. p. .50-49

[28] Ibn Taymiyyah A. Majmu' al-Fatawa. Vol. 32. p. 39.

[29] Darul Uloom Deoband. Fatawa Darul Uloom Deoband. Vol. 7. Karachi: Darul Ashaat; p. 48.

[30] Ibn Abd al-Barr Y. Al-Istidhkar. Vol. 16. p. .50-49

[31] Ibn Taymiyyah A. Majmu' al-Fatawa. Vol. 32. p. 39.

[32] The Holy Qur'an. Surah Talaq: 4.

[33] Jalal al-Din al-Suyuti. Tafsir al-Durr al-Manthur. Translated. Vol. 6. Lahore: Zia al-Quran Publishers; p. 614.

[34] Al-Tahawi A. Ahkam al-Quran. Vol. 2. Istanbul; p. 402.

[35] Al-Tabari M. Jami' al-Bayan fi Tafsir al-Quran. Vol. 5.

[36] Sahih al-Bukhari. Book of Marriage, Hadith number 5132.

[37] Al-Zamakhshari M. Al-Kashaf 'An Haqa'iq Ghawamid al-Tanzil.

[38] Hadith Forum. Minimum Age for Marriage Set at 18.